تھانہ۔تاریخ کے آئینے میں

پروفیسر جمیل یوسفزئی

تھانہ ضلع سوات کا مشہور تاریخی قصبہ ہے۔قبل از تاریخ کے آثار بھی یہاں پائے گئے ہیں۔قدیم زمانے کی قبریں، سوات میں دیگر مقامات کے علاوہ تھانہ میں بھی دریافت ہوئی ہیں چنانچہ(Ancient Pakistan......جلد ۲۷) میں ان قبروں کی تفصیل لکھی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ سکندر اعظم کی فوج بھی یہاں سے گزر کر بازیرہ (بریکوٹ) پہنچی تھی۔تقریباً ہر دور میں تھانہ بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔محمود غزنوی کی فوج ظفر موج اسی پڑاؤ سے ہوکر ھوڈی گرام گئی، جو اُس زمانے میں سوات کا پایہ تخت تھا۔ھوڈی گرام کا راجہ ''گیرا'' کہلاتا تھا۔جسے ایک مسلمان سپہ سالار خوشحال نے شکست دی تھی۔محمود غزنوی کے عہد میں بدھوں کے ساتھ ساتھ، یہاں ہندو بھی رہتے تھے۔بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ھُنوں کی یلغار کے بعد، بدھوں کا زور ٹوٹ چکا تھا۔دیہار اور خانقاہیں ویران پڑی تھیں۔چنانچہ ہیون سانگ نے بھی بدھ مت کے زوال کے آثار بچشم خود مشاہدہ کیے تھے۔

ھندوشاہیہ کے زوال کے بعد سوات میں، خاندان جہانگیریہ کو عروج ہوا۔اِس خاندان جہانگیریہ کا مغل بادشاہ جہانگیر سے کوئی واسطہ یا تعلق نہیں تھا۔بلکہ خیال کیا جاتا ہے، کہ یہ خاندان جہانگیر نامی ایک طالع آزما کی اولاد پر مشتمل تھا۔اِس خاندان کے بادشاہ سلطان کہلاتے تھے، مجموعی طور پر انہیں سلاطین جہانگیریہ کہا جاتا تھا۔اِس خاندان کی زبان فارسی، یا فارسی آمیز ترکی تھی۔کیونکہ بابر ترک تھا اور ترک تقریباً تمام سنی مذہب سے متعلق ہیں۔اس لیے خیال کیا جاسکتا ہے کہ سلاطین جہانگیریہ مذہباً شیعہ تھے۔وہ نوروز مناتے تھے۔اوران کے طور طریقے ایرانیوں جیسے تھے۔رعایا کی اکثریت ہندوؤں اور گوجروں پر مشتمل تھی۔اوران کی زبان ہندی یا ہندکو تھی۔تواریخ حافظ رحمت خانی کا مصنف اول۔خواجو ملی زئی ان کی زبان کو''گبری'' سے تعبیر کرتے ہیں۔گبر لغت میں آتش پرست کو کہتے ہیں لیکن مسلمان مؤرخین نے اکثر ہندوؤں کے لیے بھی لفظ گبر کا استعمال کیا ہے۔مثلاً رود کوثر کا ایک حوالہ یوں ہے

''رانا سانگا کہ گبرے عظیم بود'' یہ تو سب کو معلوم ہے کہ رانا سانگا ہندو راجپوت تھا۔جس سے بابر کی جنگ ہوئی تھی۔

گبر اور گبری کا ذکر دراصل لفظ تھانہ کی تشریح کے لئے تمہید تھا۔

تھانہ

تواریخ حافظ رحمت خانی جو دراصل تواریخ افاغنہ کا خلاصہ ہے۔ اصلی کتاب ۱۶۲۴ء میں لکھی گئی تھی۔ جس کا مصنف اول ملک خواجو ہے جو مغل بادشاہ جہانگیر کا معاصر تھا۔ تواریخ افاغنہ بڑی اور گنجلک کتاب تھی۔ جس کا خلاصہ حافظ رحمت خان، نواب آف روھیل کھنڈ کے حکم پر پیر معظم شاہ (ساکن پیر سباک-نوشہرہ) نے کیا اور کتاب مذکور کا نام تواریخ حافظ رحمت خانی رکھا۔ مذکورہ تاریخ یوسفزئی، پشتونوں کی ایک وقیع دستاویز ہے۔ جو ۱۴۷۵ء سے ۱۵۸۵ء تک واقعات وحالات پر روشنی ڈالتی ہے۔ اور یہی دور یوسفزئیوں کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ کتاب مذکور میں صفحہ ۱۳۵ پر لفظ تھانہ کے سلسلہ میں مذکور ہے کہ تھانہ سلطان اویس کا سرمائی دارالخلافہ تھا۔ اور تھانہ زبان گبری میں ''جائے آتن'' کو کہتے ہیں۔ ''آتن'' کے معنی زبان گبری میں جرگہ اور مشورت کے ہیں۔ چنانچہ موضع تھانہ سلاطین جہانگیریہ کی جرگہ گاہ تھا۔ جہاں تک جرگہ گاہ کا تعلق ہے تو بے شک ''تھانہ'' مشورت گاہ رہا ہوگا۔ لیکن بیان کے پہلے حصے سے ہمیں اختلاف ہے جس میں تھانہ کے معنی جائے آتن یا جرگہ گاہ کے بتائے گئے ہیں۔ زبان گبری سے مراد اگر ہندی یا سنسکرت ہے تو ان زبانوں میں بالترتیب آتن یا اٹھن کے معنی بالا خانے، اور آمدورفت کے ہیں۔ آتن کے معنی جرگہ کے ہرگز نہیں ہیں۔ پشتو زبان میں اتن (اتڑ) ایک قسم کا رقص ہے، جو کسی زمانے میں دینی مدارس کے طلباء میں خاصا مقبول تھا۔ پھر طلباء سے یہ شوق عوام میں بھی پھیل گیا۔ چنانچہ شہنشاہ جہانگیر نے اس قسم کے ایک رقص کا ذکر کیا ہے جو اس کے کابل پہنچنے پر افغانوں نے پیش کیا تھا۔ جہانگیر نے مذکورہ رقص کا نام ''ارغوشنک'' لکھا ہے ارغوشنک کا تو اب پتہ نہیں لگتا۔ لیکن اتڑ اب بھی پشتونوں میں مقبول ہے اور دینی مدارس کے طلباء رات کی خاموشیوں میں اس سے دل بہلاتے ہیں۔

تھانہ دراصل قدیم نام ہے چوکی اور پہرہ کا۔ برصغیر پاک وہند میں بے شمار مقامات کے ناموں میں تھانہ کا لفظ اپنے معانی پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ ۱۵ھ میں ہندوستان کی فتح کے لئے جو مہم سرزمین عرب سے ہندوستان کی طرف آئی تھی جس کا سپہ سالار حکم بن العاص تھا اس نے تھانہ (موممبئی) کو فتح کیا تھا اس سے معلوم ہوگیا کہ تھانہ قدیم نام ہے یہاں تک کہ ۱۵ھ میں اس کا وجود پایا جاتا ہے۔ تھانہ (مومبئی) کے سوا تھانہ بھون، جس کی شہرت اشرف علی تھانوی کی وجہ سے ہے ان کے علاوہ شوکت تھانوی دنیا مزاح کے بادشاہ تھے شاہجہان نامہ میں لکھا ہے۔

تھانہ عبارت است از جمع از سوار و پیادہ و تفنگچی و کماندار کہ چار دیواری بر دور خود کشیدہ، و در مکاں مخوف فروکش کنند و بہ محافظت راہ وضبط محال نزدیک تھانہ ورسانیدن رسد، از تھانہ بہ تھانہ دیگر پردازند، ص ۱۲۷، بحوالہ مقالات شیرانی

مطلب یہ ہے کہ تھانہ ایک ایسے مکان کا نام ہے جس کی گرد چار دیواری ہو اور اس کے اندر لوگ محفوظ ہوں نیز تھانہ بہ تھانہ رسد و کمک پہنچانے کا انتظام بھی ہو۔

شاہجہان نامے کے اس بیان کی تصدیق تھانہ نام کے مقامات سے بھی ہوسکتی ہے۔ یوسفزئیوں کے علاقہ سوات و بونیر میں کم از کم تین مقامات کے نام لفظ تھانہ پر مشتمل ہیں جن میں سرفہرست سوات کا تھانہ ہے جس کی آبادی آج کل تیس چالیس

ہزار کے قریب ہوگی۔ یہ وہی تھانہ ہے جس کا ذکر تواریخ حافظ رحمت خانی میں موجود ہے جسے خواجہ ملی زئی ''جائے آتن'' کہتا ہے۔اس کے سوا ستھانہ وہ مشہور مقام ہے جو سید اکبر باچہ کا مولد تھا۔پشتونوں کی تاریخ سے شغف رکھنے والوں کے لئے سید اکبر باچہ کا نام کوئی اجنبی نام نہیں ہے۔ سید اکبر باچہ،سید احمد شہید کے دست راست اوران کے سپہ سالار تھے۔سید اکبر باچہ کی وفات ۱۱مئی ۱۸۵۷ء میں عین اُس روز ہوئی جس دن ہندوستان میں جنگ آزادی کی پہلی چنگاری سلگی تھی۔ستھانہ گاؤں اب تربیلا جھیل کے پانی میں ڈوبا ہوا ہے اوراس کے باسی ضلع بونیر کے مقام ''ملکا'' میں رہائش پذیر ہیں۔ستھانہ کی پشت پر پہاڑ جبکہ سامنے دریا تھا۔دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے یہ انتہائی موزوں سنگر تھا۔ستھانہ کے معنی پرانی ہندی میں اچھی چوکی،یا مضبوط مورچہ کے ہیں۔ضلع بونیر کا ایک اور مقام منگل تھانہ ہے جو کوہ مہابن کے ایک بلند مقام پر واقع ہے۔شاید یہ چوکی منگل دیوتا کے نام پر بنائی گئی تھی۔ منگل تھانہ، واقعی ناقابل تسخیر مقام ہے۔مگر مقام حیرت ہے کہ رنجیت سنگھ کی فوجیں یہاں بھی پہنچی تھیں۔شاید سیدوں کی بیخ کنی کے لئے مذکورہ فوج بھیجی گئی تھی۔یادرہے کہ منگل تھانہ کے لوگ سید اکبر باچہ کے رشتہ دار تھے سکھ حکومت کو سید اکبر باچہ کے ہاتھوں زبردست نقصان پہنچا تھا۔سو یہ تینوں مقامات ایسے پہاڑوں پر واقع تھے جو دفاعی نقطہ نظر سے نہایت اہمیت کے حامل تھے اس بحث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ تھانہ کے معنی چوکی اور سنگر کے ہیں نہ کہ جرگہ اور مشورت گاہ کے۔

حوالہ جات

۱- شیخ محمد اکرام، رودکوثر

۲- عہد نبوی کا ہندوستان

۳- مقالات حافظ محمود شیرانی، جلد ۱۷

۴- تواریخ حافظ رحمت خانی، (پشتو اکیڈیمی)

۵- *Ancient Pakistan*، جلد XXVIII

۶- تزک جہانگیری

۷- *Dictionary of Classical Hindi* (Platts)